

ہوں۔ اور میں تھیں تھیں دلائے ہوں کہ حیوں تھے وہ بڑھا جانے ہیکیٹ
چھوٹ کر آیا تو یہ نوجوان لڑکی خود اپنی مرضی سے اسکو لکھے گئی کہ وہ اپنی
تفہیر کسی حالت میں بد نہ نہیں چاہتی۔ اور اس طرح تم لڑکی کو نصفنا
پہنچانے کے الزام سے بچ جائے گے۔

لوگس۔ ہاں یہ پہبتدی اُس بات کے اچھا ہے۔ کہ جیکَت خواہ
مخواہ میری جان کا دشمن بن جاتے۔ مگر اس بات کو ابھی کئی سال ہیں
میں کچھ پرواد نہیں کرتا۔ نواب صاحب آپ لڑکی کو لیجا تھیں۔

نواب۔ اچھا تو اب تم بالآخرہ کو عمدگی سے سجاو۔ اور دیکھو کہ نوجوان
لڑکی خادمہ کا عمدہ لباس پہنے۔ کچھ میں قلعہ میں پہنچتے ہی بھیج دیکھا
میں نے انتظام کر لیا ہے۔ ذوقیں کو نہ اور رو تین آدمی اور
آدھی رات گئے سحر ہوئے کے قریب جبکہ تمام گاؤں خواب
غفلت میں سوتا ہو گئے۔ میں باست کو شکر میں پہنچا کر رہا ہم تھا۔
پاس لے آؤ یئنگے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی احتیاط کرنی ہے کہ کاشتبل لائیں
کو خوب شراب پلانی جائے گیونکہ اکثر رات کو ہمیں اُسی کا ڈر رہتا ہے۔

لوگس۔ علاوہ نواب ڈی۔ گورن کے اعلیٰ محافظ شکارگاہ کے اس
جملہ پر دونوں خوب ہنسنے اور پھر مختلف باتیں کرنے لگے جن میں اکثر
یہ جملے سٹنائی دیتے تھے۔ رقم کی تعداد۔ حامل رقہ کو دیدو۔ اشرفیور
کے ٹھنڈے یا۔ اور میونسپل اسٹاک وغیرہ۔ بلکہ دران گفتگو میں لوگس
نے تپانی پر سے چند کاغذ اٹھا کر نواب کو دکھلائے۔ جن کو دو دیکھ کر

جیا کہ تم خیال کر رہے ہو وہ نہیں۔ میں تو صرف تم سے کہنے آیا ہوں
کہ چند راتوں کے واسطے مس باست کی یہاں خبرداری کرو۔ جب تک
میں اُسکو سمندر کے گناہ سے لے جاؤں۔

لوگس۔ - بیشک وہ یہاں اوپر کے کمرہ میں تشریف لاسکتی ہیں مگر
میں اُنکی خاطر مدارات نہیں کر سکتا۔ صرف خبرداری کرنے کے لائق
ہوں کہ وہ کہیں ہل نہ سکے۔

نواب۔ - وادہ سے میرے لوگس کیا کہنے۔ شاباش۔ لیکن ہیں اب
چارلی کو زنانی پوشک جو اُس کا اصلی بیاس ہے پہنانی چاہتے۔ میں تھیں
پڑھے بھیج دن گاجو یہ پنکرہ س باست کی خدمت کے واسطے تیار
ہو جائے۔ دوسرا سبب چونکہ واقعات لئے اُنھیں اول ہی ایک دوسرے
سے واثق تک روایا ہے۔ اس حالت میں یہ دونوں میں کھڑر بھانگنے کی
کوشش کر لیں اور آخر ان کو کرنی بھی چاہتے۔ اور جو اس طریقہ پر ہو گی
کہ یہ سیدھی جہاز پر ہو چادی جاویں کی جبکہ اُنھیں خترک نہ ہو گی۔
اور ہم اس محنت سے نجح جاویں گے جو ہمیں اُن کے لئے چانے
میں صرف کرنی پڑتی۔

لوگس۔ - اور وہ نوجوان لڑکی چارلی ہیکٹ بھی جہان پر
لے جائی جائے گی؟

نواب۔ - اس وہ نوجوان لڑکی بھی اپنی ماں کے ساتھ جہاز پر اُس
نا معلوم دین میں جاوی گی جہاں میں خوشی کی نئی بادشاہی بسانا چاہتا

لوکس۔ در فازہ بند کرتے ہوتے یہ میں میپل ہر سٹ کے عمدہ دوں
کا بھر لدا م نہیں آ سکتا جسکو من کرنوا ب ہنسا اور پانی چوڑتے ہوتے
درختوں میں سے ہوتا ہوا قلعہ لانکلور کی سمٹ چلا گیا۔

اکٹیسوال باب

نواب اپنی پُر فریب چالائی استعمال کرتا،

جلد کر خاک کر ڈائیگی دو عالم کو اکٹ میں

کوئی آہ تپاں گر سینہ بسل سے نیلیگی

نواب نے گوجیر لوکس کی باتوں کا کچھ خیال نہیں کیا۔ مگر راستہ میں
جاتے ہوتے وہ اس پُر اسرار بیش نہ کا خیال کرتا گیا۔ کہ گونڈا ہر اب
کوئی خطرہ نہیں۔ یہ میں بھر بھی اگر کہیں ہمارے جلنے سے پیشہ اسکا
کوئی ذکر چل پڑا اور فتیش شروع ہوئی تو میرا سب بنانا بنا یا کھیل
بکڑ جادے کا۔ کیونکہ اسے ان سراغ رسانوں کی کارروائیوں پر پورا اعتماد
تھا۔ کیا تعجب ہے کہ اس سراغ سانے جسکا استورٹ نے ذکر کیا تھا
اپنی کارروائی شروع کر دی ہو۔ اور عین آخری وقت میں قلعہ لانکلور
کے سرپتہ اسرار کھول دے۔ گونوباب ایسا ڈلنے والا نہ تھا۔ مگر بھر بھی
ہوشیاری چاہئے۔ اسکو یہ دستی ہو جادے اگر اس کو دو بیٹن مجاہے جو
استورٹ نے گر جاتے اٹھایا تھا اور جسے اگر کوئی لا مگدہن ٹری گھر کی دوہری

۲۳۷

بہت خوش ہوا۔ لومکس کی بیوی مٹھی اور شاباش دی تعجب پیش ک تجہ میرے دوست۔ میری زندگی کے اکثر یہ خواب تھے کہ کوئی عمدہ سبیل جیسی کہ یہ نکالی ہے کی جائے۔ جس کا ہر ایک ممبر اپنی جگہ ہوشیار ہو اور جو کافی روپیہ اور عمدہ عملہ ہونے کے بغیر نکالی جاسکتی تھی۔

لومکس۔ مگر اب تو آپ کے خواب کامیابی کی راہ پر ہیں۔ میں ایک انہوارے کے اندر پہنچا یہ تمام کاغذات تیار کر دوں گا۔

لو اب۔ خوش ہو گر۔ جب تولیدی کرائی۔ برلن۔ "پیرس" اور "سیپانا" کے دورہ پڑ جاسکتی ہے۔ دلکھ اسٹرنگ را شرینگ ہندستان کے پندرہ روپیے کے یہاں ہوتا ہے) صرف منافع جبکہ کلمہ ایک لاکھ اشرفیاں یہاں متروع میں خرچ کرنی پڑی تھیں۔ سجد اہم نے بڑی محنت اور چالاکی سے کام کیا ہے۔ اور دیکھو وہ بے وقت اسٹورٹ ہماری راہ میں آنا چاہتا تھا۔ یہ کہکر اس نے اپنی یہ ساتی اور ڈھلی اور اس تنگ در فازہ کی راہ باہر چلا آیا۔ مگر قبل اسکے کہ جیفر لومکس در داڑہ مند کر لے لو اب ٹھہر گیا اور یہ کہنے لگا۔ وہ کمیخت سیپ کا ہب اب تک ہمارے ہاتھ نہیں آیا۔ گوہم نے اسٹورٹ کو ہمیشہ کے واسطے اور ہس باست کو پنے تفصیل میں کر دیا ہے۔ مگر تا ہم آخر تک احتیاط لازم ہے۔ اور ہم کو چاہئے کہ جس قدر حلقہ مکن ہو میپل ہر سٹ اور اسکی واردات کے چیزوں کو چھپے چھوڑ کر بخل جائیں۔

نواب- اپنے ساکھتی کی طرف توجہ نہ دے سکر۔ آہ کیسا تکلف
جو ٹو فان ہے۔ اور بھر فوراً ہی مرٹ کرنا اس بھورے رہنم سے
خوبصورت چوغنے اور نرس میں نبیس سلی ہوئی جا سکت کی
طرف دیکھ کر ظاہر اتعجب ہاہر کیا۔ اور کہا لو ہو تو شاید
آپ نرس ریڈ فن ہیں۔ جو اسٹورٹ رائیٹر کی تیاری
میں باستہ ہال میں ملازم ہیں؟“
نرس۔ آہستہ ہے بھی صدھب میں دہی ہوں۔

نواب- بڑی مہربانی کے لامبے میں ظاہر انوش ہوا ادب سے
آنچ سٹر اسٹورٹ کا سیا حال ہے۔؟“

نرس- خاب وہ تظریباً بالکل دیسے ہی ہیں۔ گورات بھر
انبیس بڑی سخت تکلیف رہی۔ پر خیر اب خطرناک حالت نہیں۔
اس جواب نے نواب کو ذرا اچھے ہٹ تعجب سے اپنے
لا بنے قد پر کھڑے ہونیکو مجبور کیا۔ لیکن وہ اپنی اس حیرانی پر جلد
 غالب ہاگھیا۔ سیونگہ نرس کے نظروں میں کوئی خاص بات پوشیدہ
نہ تھی۔ اور وہ تو یہ سمجھ رہی گیا تھا کہ نرس اُس سے جھوٹ کہہ رہی
ہے۔ اس لئے وہ ذرا انخشی تھی ہنسی ہنسا۔

نواب- نرس تمیں معلوم ہے کہ تم سر اسٹورٹ کہہ رہی ہو
اور جس کی پاواش میں مجھے خیال نہیں پڑتا کہ میں کیا کہوں۔
نرس۔ درست ہے۔ مگر یہ آپ کو پری ہٹک کرنے کا کیا

بیشی پر پیش کر دے۔ تو قبل اسکے کہ ہمارا ٹوٹے گے بڑھے وہ رہا ہو جا دیکھا۔ پس جب طرح بھی ہو مجھے اُس میں پر قبضہ کرنا چاہئے۔ وہ سوچنے لگا کہ اُس میں جب استورٹ کے پاس نہ تھا۔ تو عذر درہ ہے کہ اُس نے اس کرہ ہی اس جسمیں کہ وہ بجالت بیماری تھا۔ کسی محفوظ جگہ پر کھا ہو گا۔ کیونکہ نواب کے گروہ میں ایک دو بڑے ہو شیار سیندھ لگانیوں اے بھی تھے۔ اور جنہیں اب نواب کا مشا استورٹ کے کمرہ میں آزمائے کا تھا۔ نواب نے اپنی اس اڈھیر بن میں کچھ خیال نہ کیا کہ اُسکی ٹانگیں اُسے کہاں نے جا رہی ہیں۔ اور جب وہ فراچوں کا تواں نے دیکھا کہ وہ خیلی راستہ چھوڑ کر اُس ٹبری پختہ سرک پر آگیا ہے جو باست ہاں کے پاس سے ہو گزدیلی وہ مخواڑی ہی دور گیا تھا کہ اُسے باست ہاں کا بڑا بچا ہاں پارش اور ہوا کا خاموشی سے مقابله کرتا نظر پڑتا۔ پانچ منٹ ہوئے زور کی پارش شروع ہوئی تھی اور جو لیکا ایک بڑے بڑے اولوں میں بدلتی۔ ایک عین آپاوز میں کے ٹکڑے پر قدر تھے زور اُسے کسی لا بڑھہ یعنی کسان کا گھاڑی خانہ دکھائی دیا۔ جسمیں پناہ لینے کے واسطے وہ دوڑا مگر جو نہیں اُس نے اندر قدم رکھا۔ اُس نے وہ سیندھ لگانے والوں کا ارادہ بدلت دیا۔ کیونکہ خوش قسمتی سے واقعات نے اُسکو ایک ایسی چیز کے سامنے کر دیا۔ جو اُس کے پر دغا اور فربی دل کو بہت آسان معلوم ہوئی۔ جبکہ اُس نے جمعت ٹوپی اُتار اپنے مقابل کو سلام کیا۔ جو نرس ریڈ فرن تھی۔ اور جو طوفان نے پناہ لینے اُس میں کھڑی تھی۔

لے مجھے پہنچا لیا۔ اس نے اس طریقہ اور پیرائے میں مجھے کہا کہ میں انکار نہ کر سکی۔ سیرا خیال ہے کہ وہ اپنی بھیری بہن کا عاشق تھا جسے اس نے بغیر کسی کو اطلاع کرنے ہوتے ڈھونڈ دھنا چاہا۔ اور اس میں یہاں تک اختیارات کی تھی کہ مسٹر باست یا راؤٹری ہم سے نہ کہا جیا۔

نواب۔ اور شاید یہ سب کچھ ہی کھا جو اس نے مجھے کہا تھا۔ مگر نرس تم اس جرم سے نہیں بچ سکتی ہو۔ کہ تم نے اپنے پیشہ کے برخلاف ایک طرح ایمانداری اور دقاوی کو توڑا یہاں اس نے اپنا مطلب نکالتا چاہا۔ اور یوں کہتا شروع کیا تین شاید میں اس دھوکہ دہی کے الزام سے بڑی سمجھا جاؤں گا۔ جو میں اپنے دوست مسٹر باست سے کر نیوا الا ہوں اور ساتھ ہی تم جانتی ہو گئی کہ میں کون ہوں۔“^۹

نرس۔ ہاں صاحب میں قیاسا کہہ سکتی ہو گئی آپ تواب ڈی گورن ہیں۔

نواب۔ تلمعہ لانکھور میں یہنے والا خیراتیک میں نے تم کو بہت ڈرایا مگر اب تمہاری دھوکہ دہی کو مانتے ہوئے کہتا ہوں کہ مجھے اسٹورٹ نے تمہارے داسٹے ایک پیغام دیا ہے۔ جو میں تم سے کہنے پاٹ ہال جا رہا تھا۔ کہ آلوں کے طوفان لے مجھے تمہاری طرح یہاں اس گھاڑی خانہ میں پناہ لینے

حق حاصل ہے۔؟“

نواب۔ ہشت سیری لڑکی اور پنچ گھوڑے پر مت سوار ہو
کیونکہ میں اس تمام حقیقت سے راقف ہوں۔ جو تمہارے و
میرے دوست استورٹ کے درمیان و اس کے خاندان میں
بھتی کل بہت رات گئے آلفا قیہ میری استورٹ سے ملاقات
ہو گئی۔ اس نے تمہارا انکار کرنا لا حاصل ہے۔ کیونکہ اس نے
مجھ سے خود کہا ہے۔ کہ اس کا پیل ہرست واپس آئے کا ابھی
خیال نہیں۔

نرس۔ ہمکا بکا ہو چھے ہٹ گئی۔ اور ماپوسی ظاہر کرتے ہوئے
اپنا ہاتھ ڈھایا۔ گویا اس جلمہ نے اس پر بہت اثر کیا ہے۔ اور
کھلے ہوئے منہ سے گہا آپ نے انہیں کہاں دیکھا۔؟“
نواب کو اپنے خیال پر اعتبار ہو کر۔ ذرا سختی سے دو چلے تمہارے
کہنے کے لائق نہیں۔ بلکہ بالکل علیحدہ ہے۔ خیر لوسنوا استورٹ
رات مجھے (وادر) اسپشن پر ریل سے اترتے وقت ملا۔ جبکہ
میں وہاں پر پاسنگ استوک (آئے والی ریل) کے انتظار
میں کھڑا تھا۔

نرس گاڑیوں کی طرف دیکھ کر جواند رکھڑی کھیس میں سے
ہے اخماں ہوا کہ کوئی ستانہ ہو۔ اس کے بعد اس نے اپنے
 مقابل سے غلیجن صورت بنانکر یوں کہنا شروع کیا۔ آہ استورٹ

یاد نہیں۔ مگر اس نے مجھے بیکن دلایا تھا کہ اگر تم اُس کے پڑوں و چزوں میں عمدگی سے دیکھو گی تو صرور مل جائیگا۔ نرس۔ جبرت ہے کہ ایسی بھاری کام کی چز کا آسے خیال نہیں کہ اُس نے کہاں رکھی۔ نواب یہ سن کر فرغ تھا۔ کہ کہیں نرس بے اعتبار نہ ہو جائے۔

نواب۔ نرس صاحبہ تم کو معلوم ہے کہ حادثہ نے بھی تو آخر اس پر کچھ اثر کیا ہے۔ نگو اس کی بیہو شی مصنوعی بیہو شی تھی کیوں؟

نرس۔ نہیں جناب بالکل ایسا نہیں۔ مگر تا ہم موڑ کارنے اسے سخت صدمہ پہنچا ما تھا۔ علاوہ اس کے میں نہیں سمجھ سکتی۔ کہ ایک عمومی سیپ کے بٹن کی بابت کیوں اتنی پریشانی اٹھائی جا رہی ہے۔ نواب پھر گھبرا کر نرس کا بھی کہیں صاف جناب نہ یاد کرے۔ نرس صاحبہ میں اس بارہ میں بھاری تسلی کر سکتا ہوں۔ بے شک مسٹر اسٹورٹ کو اس بٹن کی ضرورت ہے۔ تم ابھی کہہ چکی ہو کہ اسٹورٹ کو وہی فرڈ بائیٹ کی تلاش منظوٰ تھی۔ تو پھر شاید یہ بٹن اس کی تلاش سے کچھ تعلق رکھتا ہو۔ جو اس نے مجھے سب کچھ مفصل نہیں کہا۔ مگر آتا بیک کہا ہے کہ جہاں تم نے اس پر آئئے احسان کئے ہیں وہاں ایک بے سمجھی احسان کر دو۔ اور جس کا شکر یہ وہ اپنی تلاش ختم کر کے خود

پر مجبور کیا۔

فرس۔ میں خال نہیں سکتی کہ اسٹورٹ نے مجھے کیا پیغام بھیجا ہو گا۔ کیونکہ اس نے مجھے اپسارانہ دار نہ بنایا تھا مجھے تک اس کا صرف یہی راز تھا کہ اس کی خصیہ تلاش کو چھپائے رکھوں۔“

اُن باتوں سے نواب مجھے گیا کہ یہ بچ کہہ رہی ہے۔ اور جب یہ اسٹورٹ کی راز دار نہ سمجھی تو پھر اسے میری عباریوں مدد و نفع پولیں افسر کے آن شبہات کا جو اس کو میری بابت تھے۔ پچھے خبر نہ ہو گی۔ دو سکر ایسا چالاک اور ہوشیار سراغ رسائیں بھلاکب اسی سورت کو اپنا۔ از دار نہ سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے اکہا ہاں مسٹر اسٹورٹ نے تھیں ایک پیغام بھیجا ہے۔ اور وہ ایک سپ پ کے ٹین کی بابت ہے۔ جو اسٹورٹ وہیں سونے کے کرہ میں چبوڑ گیا ہے۔ اور جس کی بابت اس نے مجھے کہا ہے کہ نئے لے کر آج رات کو جب لندن واپس جاؤں تو جا کر اس کو دیدوں۔

نرس۔ تجھ سے مگر اسٹورٹ نے آپ کو یہ بتایا ہے کہ ٹین کرہ میں کہاں اور کس جگہ رکھا ملیگا۔“

نواب افسوس ناک صورت بنا کر اور نرس کے قبول کرتے ہوئے جواب سے خوش ہو گر۔ آہ یہ ہری تو بد قسمی ہے کہ اُسے اچھی طرح

نرس۔ تو پھر میں ہاں کے ملازم رہنے کے ہاتھ جس پر میں اعتبار کر سکتی ہوں آپ کو وہ بیٹھ لائیں گے تلخہ لاں کھور میں بیجید والی گی اچھا۔ اب مجھے جانے دئیجئے۔ دیر ہو رہی ہے۔ مجھے اس خط کو قبل اس کے کہ اسٹورٹ کی غیر حاضری معلوم ہو۔ مسرہ باست کو دینیا چاہئے۔ ورنہ صفت میں سیری بد نامی ہو گی۔

نواب نے اپنی صبح کی کارروائی سے خوش ہو کر اکٹھاں کے طرف لکھل جانے دیا۔ اور جس کے پیارے سروقد کو وہ ہال کے بھی ٹھک میں غائب ہوتا دیکھ کر جی میں کہنے لگا کیا ہی خوبصورت ہے۔ مگر اچھا دماغ نہ ہوئے کی وجہ نکمی ہے۔ اور اسے خوبصورت عورتوں کے ذخیرہ کے بڑھانے والی یہ ایک ایسی چمکیلی تصویر نہیں شاید میں..... آنا کہہ کر رک گیا۔ آہ میں سجول رہا ہو میرا یہ چڑیا خانہ آب ٹوٹنے والا ہے۔ اور میں ان کا سردار اس میں سوانئے نقشان کے کچھ فائدہ نہ دیکھ رکھا، ایک پرہیزگار زندگی گذارنے والا ہوں۔ یہ کہکردہ اپنی برساتی کو درست کر تکاری خانہ سے لکھ خوشی خوشی قلعہ کی طرف چانے لگا۔

مگر وہ ابھی سو گز بھی نہ گیا تھا کہ اسے اپنے پچھے سڑک پر ایک عجیب آواز آتی معلوم ہوئی۔ جس پر وہ ٹھوڑا اور کھڑکر اس آنے والے کا جسکو کہ اس نے دیکھا تھا انتظار کرنے لگا۔ یہ آنے والا شخص وہی لکڑی کی ٹانگوں والا نگر اسحاق یہودی

اُنکر ادا کرے گا۔

نرس۔ اپنے چہرہ سے چیرالی و غمکے آثار دور کرتے ہوئے
انگریز معاملہ ہے تو میں واپس جانے ہی فوراً اُس کی تلاش شروع
کرتی ہوں۔ اس اب بچے جانا ہی چاہئے۔ اور پیہہ کہہ کر انہی گھری
کو دیکھنے لگی۔ مسٹر اسٹورٹ ایک خط لکھ کر رکھتے تھے جسکے مطابق
باست کو بارہ بچے دینا۔ سو چونکہ اب بارہ بچے نہیں۔ میں جاتی
ہوں۔ نرس جو شہی جانے لگی تو نواب نے آسے پھر بخیر ایسا اور
اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تم ازراہ مہربانی اس بُن کی
تلاش کرنا۔ اور اگر وہ ستم کو ملگیا تو اس کے لینے کے واسطے میں
تھے کہاں ملوں؟“

نرس۔ لیکن بُن جس وقت ملا میں خود لے کر آپ کی خدمت
میں قلعہ آ جاؤں گی۔ مگر نواب تو بڑا ہوشیار تھا وہ سجل اکب جاہ تھا
کہ باست یاں کی نرس سے آسے کوئی بات چبت کرتے دیکھے
لے۔ اس لئے آس نے جواب دیا

نواب۔ میرے خیال میں ہمارا اچھا آپس میں ملنا جبکہ ہم دونوں
مسٹر باست کے برخلاف سازش میں ہیں دوسرا نہ تھا
ایک معزز پیشہ ہے۔ میں مناسب خیال نہیں کرتا بہتر ہو جو
اس بُن کے سوال کو ان باتوں سے بالکل علیحدہ ہی مخفی
رکھا جائے۔“

اب تر قور آنندن والپس چلے جاؤ۔

یہودی حضور میں نے تو بخلاف سمجھکر ایسا کا تھا۔ کچھ ناراضگی کے داشتے نہیں۔ اور یہ کہہ کر وہ لکڑی کی ٹانگیں پھر کھٹ کھٹاتی ہوئی جدھر سے آئی تھیں ادو عزیزی والپس چلیں۔ لیکن اربوکے ایشٹن کی راپرنسیں جن پر مہ ان کو جانالازم کھا۔

نواب آبادہ وقت ہنگیا ہے کہ اسکوں کو توز دیا جائے اس کا کیا فائدہ جب بہرے شاگرد خود اپنی ہی مرضی بلا پوچھے کا رہا تھا کرنے لگیں۔ اور یہ کہہ کر وہ تکرٹے ہوئے یہودی کو دیکھنے لگا۔ اسحاق یہودی بد معاشوں کا گرد گھٹٹاں ہے۔ مگر آہ صرف چند ہفتوں کی اور کسر ہے۔ جب سیرا کام ہو گھیا اور میں نے اپنی انگر نیزی دہن کو پایا تو پھر ایسی مجلس و اے لوگوں کی مجلس کو سلام ہے۔

ستہسوال باب

رچارڈ بیکسٹ کی امید

اے مری اسید میری جان نوز
اے مری دل سوز میری کار ساز
میری سپرا در میرے دل کی نیا در دو صیبت ہیں ہی تجھہ کاہ
وینی فرڈ پاست جس گئی آنکھوں میں حلقو پڑے ہرئے

کائیں لین کی سوچی محصل کی دوکان کا مالک تھا۔ جس کا بھئہ
ہدن اور لوہے کی ان شا میں کی آواز کھنی جو نیچے کی طرف
اس کی لکڑی کی ٹانگوں میں لگی ہوئی تھیں۔ اور جو پچھڑے سے
بھری سڑک پر اپنا کام ایک پر لے عجیب اور نواب کے اندازے
کر رہی تھیں۔ نواب نے آئی واسی کا بڑے شوق سے استقبال کیا
بھی صرف ایک لفظ "اچھا"

یہ سوچی۔ اپنی بھاری آداز میں۔ حضور میں لاش کی بابت درست
کرنے آیا ہوں۔ یہ ایسا معاملہ نہ تھا کہ آپ کے تاریخیں یا خط لکھنے کی
چرایت کر سکتا۔ پس خود ہمیں آنے میں اس بخیال کیا کیونکہ آپ مجھے
اس بارہ میں کچھ ہدایت کر کے نہیں آئے تھے۔

نواب اس کا قطع کلام کرتے ہوئے غصہ سے تم باکل بیوقوف
ہو۔ تمہیں ایک ذرا سو معاملہ کی خاطر اپنی جگہ چھوڑنی نہ چاہئے
تھی۔ تمہیں خبر نہیں کہ میں کوئی کام اس کا انجام سوچے بغیر
نہیں کرنا۔ میں نے تمہیں اس لئے ہدایت نہیں کی کہ وہاں
کوئی ہدایت کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لاش کو جہاں ودھے وہیں
رہنے دو۔ مکان نمبر کائیں لین وائے کی ہیں اب پھر کبھی
ضرورت نہ ہوگی۔ اور ابھی تک اقرار نامہ کے بوجب مجھے اس
مکان پر گیارہ سال اور قبضہ ہے۔ محلی سڑکی ٹہیاں جس کو تم
لاش پہنچتے ہو۔ گیارہ سال سے اول کوئی آکر نہ دیکھئے گا۔ سو

وہ سمجھ گئی کہ اُن نے اپنے آپ کو خود جاں میں پھنسایا۔ جس میں آپ سوائے
حوالہ کے کچھ کام نہ آ دیں گا۔ مگر اُس نے اپنی عورت بچانے کی
ہر طرح کوشش شجاع کی۔ بلکہ جب نواب نے بڑی عاجزی سے
اس پر اپنا عشق تباہیا اور وعدہ شادی پر چھوڑ دنیا چاہا۔ تو یہ
چب چاپ سنتی رہی۔ وہ اول اس کو دیوانہ سمجھ گئی۔ اور جب بعد
میں قلعہ لانکلور کے ملائیں میں کا حال دیکھا تو سمجھ گئی کہ سب
حرامزادے اور پچھے بیس۔ اُس نے ایک ترجیح تک نہ ماری۔ گو
اس نے اپنے ارڈگرڈ گودام کے بالاخانہ کی پتھر کی سادہ دیوار پر
کو دیکھا۔ مگر اُس نے قلعہ کے پر عشرت قید نے پنجھہ (کمرہ) سے
اس کو ہر طرح ترجیح دی۔ گو دہاں خوبصورت عورت میں اور صد اس
کی خدمت کرنے کو حاضر رہتے۔ لیکن سب بڑے ہوشیار اور
چالاک جو اس کی ہر ایک حرکت کو تابع تر رہتے رہتے رہتے۔ جس کی وجہ
سے یہ ڈر گئی تھی۔ اور ٹسے آسام نہ تھا۔ اور یہاں یہ بغیر دری کا
فرش۔ بغیر سجادہ کی کھڑکی اور بغیر فرنچیز کا کمرہ اُسے پسند نہ کیا کیونکہ
یہاں بیش تہمت آر ام اُسے آزار دی تھی۔ اور ان سب باتوں پر
اعمالی بات یہ تھی کہ یہاں وہ فرانسیسی نواب نہ تھا۔ جو اپنی نوابی
کے بزرپا غدکا کر اس کا دماغ پریشان کیا کرتا تھا۔ اور
تا یہاں اس فرانسیسی عورت کی پر غصب آداز تھی جسے اُستے
بہت خوف زدہ کر دیا تھا۔

تھے۔ (جو بہ خوابی یا کافی نیند نہ ملتے کا سبب ظاہر کر رہے تھے) اپنی تازہ خوبصورتی میں استقلال سے ہارست لاک خیگل میں غلہ کے گودام کے بالاخانہ پر عین وسط میں کھڑی ہوئی توجہ کے ساتھ کسی چیز کی طرف کان لگائے ہوئے تھی۔ درصل وہ جفتر لوکس اور ڈوبیلین کونٹ کے قدموں کی آواز سن رہی تھی۔ جو ہے اس کے نئے قید خانہ میں چھوڑ واپس جا رہے تھے آخر کار جس وقت قدموں کی آواز آنا بند ہوئی جس کے کہ ساتھ ہاہر کا بھاری دروازہ بھی بند ہو گیا تو وہ اپنے اس نئے اور پوشیدہ قید خانہ کو رہس میں وہ یوں آدمی رات کے لائی گئی تھی، دیکھنے بھالئے۔ لگی۔ جس وقت اسے قلعہ سے لانے لگے تو اس نے کوئی حیل و محبت نہ کی۔ نہ کچھ شور مچایا۔ نہ روئی اور نہ چلانی۔ کہ اگر کچھ کیا بھی تورات کے اس سنستان وقت میں اس کی مدد کو کون آ سکے گا۔

دوسرے ایسا کرنا اپنے آرام میں اور خلیل ڈالتا ہے۔ کیونکہ جب انہیں میرا ایسا ارادہ معلوم ہو گیا تو پا میرے سترہ میں کپڑا ٹھوں دیں گے۔ یا کوئی اور آفت لائیں گے۔ علاوہ اس کے وہ اپنے ہماری نجیبانوں کی لال لال آنکھوں کی روشنی دیکھ کر اپنے رہے نہیں اوسان بھی کھو بیٹھی تھی کیونکہ اول ہی روز جو ہنسی اس نے قلعہ لانکھوڑ میں نواب ڈی گورن سے مدد کی خاطر قدم رکھا

ہو گا۔ اور بھول سے نفاذ میں باست کہہ بیٹھا تھا۔ جس سے وہ سمجھ گئی کہ آئے والی خاتون مسٹر را فرک کی جس کا وہ اکثر خیال کیا کرتی تھی بہن ہے۔

وینی۔ میں پہاں زیادہ دن نہ کھیروں اگر میں جو تھے کہوں وہ کرو تو۔ اور سوچنے لگی۔ کہ آیا چارلی کا شرمانا قدر تھی شرمانا ہے یا اس میں بھی کوئی نبادث ہے۔ اور وہ کام یہ ہے کہ تم مجھے میرے والد کے گھر باست ہال کا پہنچنے میں مدد و دو۔ چارلی۔ سرد آہ کھینچ کر۔ اگر میں اس قابل ہوتی کہ آپ کو جانے دیکتی تو کیا خود نہ چلتی جاتی۔ مجھے تو حسپر لوگس نے پہلیشہ دن رات متفقل ہی رکھا ہے۔

وینی۔ جوش سے۔ ہیں متفقل! تو کیا تہارا پہ نشانہ ہے کہ تم یہاں کچھ عرصہ سے ہو۔ اور تم کو بھی میری طرح خلاف تہاری مرغی شے یہاں رکھا گیا ہے؟

چارلی۔ آہستہ سے آہ بیکم میں یہاں اس جگہ اپنی مرغی سے آتی۔ مگر وہ کام جیسا کہ وہ چاہتا تھا میں نے نہیں کیا۔ تو مجھے متفقل کر دیا۔ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو اس وقت ہم دونوں اس خیال سے کئی میل دور ہوتے۔

وینی نے اس عجیب ہیئت لڑکی کو بغور دیکھا۔ مگر اس بات کا کم خیال کیا کہ وہ بھی میری طرح بد محنتی کے چکر میں آئی

آہ بیشک اتنے دنوں کی برا بربے آسامی اور تکلیف کے بعد
ہے پہ کمرہ نصت تھا۔ اس کمرہ میں آئے راعت معلوم ہوئی
جہاں تھیا اپنی قست پر روئی۔ اور اپنی رہائی کے خیالی گھوڑے
دوڑائے گئی۔

لیکن آہیہ کوئی شرماتا ہوا بالاخانہ کے ہس کوئے سے
نکل کر آ رہا ہے۔ اور سیرے پاری تھیا میں محل ہونا جانتا
ہے۔ اول بگاہ پر ہس کے سیاہ بیاس سے وینی نے خیال
کیا کہ قلعہ کی پہودہ خادموں میں سے کوئی خادم ہے۔ مگر دوسرا
نگاہ نے اس کا یہ شک مٹا دیا۔ کیونکہ یہ ایک خوبصورت لڑکی تھی
جب کے سر کے بال لڑکوں کی طرح کئے ہوئے تھے۔ اگر یہ
لڑکی بھی نواب کے گردہ میں سے ہے تو بالکل مختلف ہے شاید
یہ کوئی نتی نو کر ہے جو کسی خاص مطلب کے واسطے رکھی گئی ہے
چارلی۔ بڑی آہستہ آواز پس۔ میں یہاں بطور خادم جو کچھ کہ
تپ فرمائیں وہ کرنے کو تیار ہوں۔ گواں وقت نہ است سے
اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ یہ پہلی ہی وفعہ کھتی کہ اس بیماری نے
عورتوں کا لباس پہنا لتا۔ مگر بال لڑکوں کی طرح کئے ہوئے
جانکروہ شرمائی۔ چبکدوہ راڑک کی بہن کے سامنے کھڑی
کھتی۔ کیونکہ دو مس آئے حکم دیتے وقت کہ ہس کو آئے دالی
خاتون کی اس طرح خدمت کرنی ہو گی اور یہ کرنا ہو گا وہ کتنا

اپ آپ کو اس یادگار آنوار کی سب منفصل کیفیت سناتی ہوں
میرا باب اگرستے تو مجھے کبھی خوش نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ کہا مگر تباہ
تھا کہ انسان کی زندگی بڑی مقدس چیز ہے۔ ذرا اوسم یکر
چارلی نے اپنی بیگناہی کا حال اور اپنی تھوڑی مگر پروردگردشت
پوں بیان کرنا شروع کی۔

کہ کس طرح اس کے والد نے جواب قید میں ہے اسے
مغلیف سے بچانے کے درستے لڑکے کا باباں پہنایا تھا۔ اور کس طرح
اس کو قید کا حکم ملنے کے دن حسپر لوگس نے پالا کی اور فرب
سے اس کی والدہ کو پھسلا کر راضی کیا اور اسے لبطور مددگار
محافظ نو کر رکھ کر بہاں نے آیا۔ اور کس طرح اس کے آئے
کے تھوڑے دن بعد مسٹر نیڈ بیل کلاں پادری لوگس کے
جہونپڑے میں آئے۔ اور کس طرح لوگس نے کہنے پر کہ بہاں نہ آیا
کرو۔ دو سخت خسہ ہو کر کہنے لگے تیرا چہرہ ہی قید پوں کا ہے۔ شہدا
لیتی کہیں کا۔ میں نے تیری تصویر بھی اپنے کھانی کی تصویروں
کی کتاب میں دارم و د اسکریں کے، جبل خانہ میں بھی ہے۔
اور اگر اب کے لشکر گیا تو ذرا غور سے اس تصویر کو وجوہ نگاہ
ان سب باتوں کے جواب میں لوگس خاموش رہا۔ اپنا جرم تو
قبول نہ کیا صرف یہ کہا کہ میں نو کر ہوں مجھے اپنے مالک کا حکم
بجا لانا ضروری ہے۔

ہوئے دیکھا تھا۔ اور وہ وہی آدمی ہے جس نے بیچارے پادری کو
اس خاموش اتوار کے ون قتل کیا۔

وینی کے ان پر جوش کلموں نے چارلی پر عجیب اثر لکھا۔ وہ
اپنے آن سمجھدے شپڑوں میں آگے پیکی۔ اس کی آنکھوں سے
خون اور تعجب پیکتا تھا۔ اور وہ اس قدر کانپ رہی تھی کہ
فریب سنتا کہ گمراہ پڑے۔

چارلی۔ گریہ وزاری کرتے ہوئے۔ پادری کو انہوں نی کرہ
یہ قتل ہوئے چھ سفٹے ہو گئے۔ اونہدا تو اپنی خدائی کے صدقے
مچھر حسم کر یہ سہلی ہی دفعہ ہے جو میں نے اس بارہ میں سنائی
گوئے میں جانتی ۔۔۔۔۔

وئی۔ بات سماٹ کر کیا جانتی۔

چارلی۔ اپنی ہچکیوں کے درمیان زور سے روٹی ہوئی۔ اور
تھا پستی ہوئی۔ نہ امت بھری آواز میں۔ کہ میں نے اسے مارا
ہے مگر اپنے ہاتھوں سے نہیں۔ اور وینی کی آنکھوں میں غصہ
و خیرانی دیکھکر ڈر گئی۔ آہ آہ نہیں مس بالکل نہیں مجھے ذرہ
بھیر خبر نہ کھتی کہ اس میں کسی کو نقصان پہنچنے والا سحت۔ لیکن
جن وقت مجھے لوگوں کا فریب معلوم ہوا اس وقت بات
می تھے سے بالکل چکی کھتی انسوس مجھے مدد و وینی پڑی۔ اور ان
لوگوں نے اپنے جبرم پس مجھے کھلونا بنا کر میری مدد لی